17

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خود مولوی محمد علی صاحب کی شہادت

(فرمودہ 6، جون 1941ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"گو آج میری طبیعت حرارت کی وجہ سے خراب ہے مگر اس کے باوجود میں اس اختلاف کے متعلق جو ہمارے اور پیغامیوں میں ہے بعض ایسی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جن سے ہر عقلمند راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کے متعلق لوگوں میں اختلاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے لے کر انسان کے اپنے وجود تک ہر چیز کے متعلق لوگوں میں اختلاف رہا ہے۔ ہر زمانہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگ ایسے ہوتے رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ دنیا میں قوتِ واہمہ ہی اصل چیز ہے۔ اس کے سوا دنیا میں کسی اور چیز کا کوئی وجود ہے ہی نہیں۔ ایک قوتِ واہمہ ہے جو آپ ہی آپ خیال دوڑاتی ہے اور اس کے اس خیال دوڑانے کے ماتحت مختلف وجود اپنے آپ کو محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ورنہ اس کے سوا دنیا میں نہ کوئی سورج ہے، نہ چاند، نہ ستارے اور نہ ہی انسان موجود ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ آندھی چلتی ہے تو آگے چلتی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک وہم سے دوسرا پیدا ہوتا جاتا ہے ایسے لوگوں

کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے دربار میں گیا اور کہا کہ یہ دنیا سب وہم ہی وہم ہے آپ بھی وہم ہیں، مَیں بھی وہم ہوں، بادشاہت اور حکومت بھی وہم ہیں۔ بادشاہ اسے بہت عرصہ تک سمجھاتا رہا کہ یہ بات درست نہیں اور اس سے خوب بحث مباحثے ہوتے رہے مگر وہ اپنی رائے پر قائم رہا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ اسے کسی ایسی آزمائش میں ڈالنا چاہیئے کہ اس کا یہ خیال دور ہو۔ ایک دن اس نے اپنا دربار اوپر کی منزل پر منعقد کیا اور سب درباریوں اور امراء وغیرہ کو اوپر ہی بلوا لیا مگر اسے نیچے ہی رہنے دیا۔ اس کے بعد جانوروں کے افسروں کو حکم دیا کہ ایک مست ہاتھی لا کر وہاں چھوڑ دیں اور ایک سیڑھی اوپر کی منزل پر آنے کے لئے لگی رہنے دی۔ جب ہاتھی آیا اور نظر ماری تو اسے وہاں ایک آدمی کھڑا دکھائی دیا اور معاً اس پر حملہ آور ہوا۔ وہ شخص اِدھر اُدھر جان بچانے کے لئے بھاگتا رہا مگر جدھر وہ جاتا ہاتھی پیچھے جاتا۔ آخر وہ گھبرا کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم گھبرا کر اوپر کیوں چڑھنے لگے؟ یہ تو محض وہم ہے۔ ہاتھی بھی وہم ہے اور تم پر اس کے حملہ کا خیال بھی وہم ہے اور جب سب کچھ وہم ہے تو بھاگتے کیوں ہو؟ وہ بھی کوئی ہوشیار اور چالاک آدمی تھا۔ اس نے فوراً جواب دیا کہ سیڑھیوں پر چڑھ کون رہا ہے؟ یہ بھی وہم ہی ہے۔ تو اس قسم کے لوگوں کا کوئی علاج دنیا میں نہیں۔ یہ درحقیقت مریض ہوتے ہیں اور قوتِ فیصلہ ان میں نہیں ہوتی۔ اس لئے جو بات سنتے ہیں اس کے متعلق آسان طریق یہی نظر آتا ہے کہ کہہ دیں یہ وہم ہے۔ ان کی مثال اس کبوتر کی طرح ہوتی ہے جو آنکھیں بند کر کے سمجھ لیتا ہے کہ اب بلی اس پر حملہ نہ کر سکے گی۔ بیماریاں دنیا میں پڑتی ہیں لوگ احتیاطیں کرتے ہیں۔ مثلاً کسی کو بخار آنے لگا جس کا علاج اس زمانہ میں کونین کو قرار دیا گیا ہے اور وہ فائدہ کرتی ہے یا اگر فائدہ نہ کرے تو کم سے کم سخت حملہ اس کے کھانے کے بعد نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے لوگوں سے اگر کہا جائے تو کہہ دیں گے کہ یہ سب باتیں ہیں کونین میں کیا رکھا ہے۔

اصل مطلب اس کا صرف یہ ہوتا ہے کہ کونین کون کھائے ٹائیفائڈ کے ٹیکے نکل آئے ہیں۔ لیکن ایسے آدمی سے اگر کہا جائے کہ ٹیکہ کرا لو تو کہہ دے گا کہ یہ سب باتیں ہیں جو ڈاکٹروں نے اپنی دوائیاں بیچنے کے لئے مشہور کر رکھی ہیں۔ مگر جب ٹائیفائڈ آن پکڑتا ہے تو پھر علاج کے لئے ڈاکٹروں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ ہیضہ پھیلتا ہے ان سے کہا جائے کہ حفظِ ما تقدم کے طور پر علاج کراؤ تو کہیں گے کہ کیا ہیضہ سب کو ہوتا ہے مگر جب ان پر حملہ ہوتا ہے تو پھر گھبراتے ہیں۔ تو اس قسم کے خیالات دراصل نفس کی بیماری سے پیدا ہوتے ہیں۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا قوتِ فیصلہ ہوتی نہیں اس لئے ایسا انسان اپنے آپ کو طفل تسلی دے لیتا ہے اور ایسے لوگ دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کسی مسئلہ پر خواہ مخواہ بحث جاری رکھنا چاہے اور کوئی بڑی سے بڑی دلیل بھی پیش کی جائے تو وہ اس پر کوئی نہ کوئی اعتراض کر دے گا اور وہ اعتراض خواہ کتنا نامعقول کیوں نہ ہو اسے پیش کر کے سمجھ لے گا کہ مَیں نے اس دلیل کو رد کر دیا۔ دنیا میں کہا جاتا ہے کہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب مگر جس کا یہ عقیدہ ہو کہ دنیا میں سب کچھ وہم ہے۔ نور بھی وہم اور اندھیرا بھی وہم ہے وہ اس دلیل کو بھی رد کر دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے نہ کوئی سورج تھا، نہ روشنی، نہ چاند، نہ ستارے۔ تو اس قسم کی بحثیں کبھی بھی ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ سلسلہ چلتا جاتا ہے ایک بات چھوڑی دوسری پکڑی۔ آگے وہ چھوڑی تو کوئی اور لے لی۔ اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے جھگڑوں کو دنیا میں جاری رکھا ہوا ہے۔ بھلا وہ کونسی چیز تھی جس نے حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفوں کو ضد پر قائم رکھا تھا؟ اور وہ کونسی بات تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کو ان کے مقابل پر کھڑا کر رکھا تھا؟ پھر وہ کونسی دلیل تھی جس سے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا مقابلہ ان کے مخالفوں نے کیا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر آنحضرت ﷺ کا مقابلہ کرایا؟ ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی کوئی ثبوت نہ تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یہ ان کے نفسوں کی خواہشات تھیں۔کوئی نہ کوئی نفسانی غرض، کوئی پوشیدہ مقصد اور یا پھر کوئی دماغی کمزوری اس کا سبب ہوتا ہے۔ قربانی کرنے یا دوسروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت اور ہمت ان میں نہیں ہوتی اور اس لئے صداقت پر اعتراض کرتے جاتے ہیں۔خواہ وہ سورج کی طرح عیاں کیوں نہ ہو چکی ہو اور یہ ان کی عادت ہو جاتی ہے۔یہی حال ہمارے پیغامی دوستوں کا ہے۔باریک دلائل کو جانے دو میں ایک موٹی بات پیش کرتا ہوں اسے ہی لے لو۔رسول کریم ﷺ نے جہاں بہت سے آنے والے وجودوں کی خبر دی ہے وہاں ایک خاص وجود کی بھی خبر دی ہے اور اسے نبی اللہ 1 فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت میں مجددین آئیں گے2۔ مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ میری امت میں منافق بھی ہوں گے مگر کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ہمارے سامنے جو شخص بھی آئے ہم اسے منافق قرار دے دیں۔اس وجہ سے کہ آپ نے فرمایا ہے میری امت میں منافق بھی ہوں گے۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز مَیں حوضِ کوثر پر کھڑا ہوں گا کہ فرشتے میرے بعض صحابہ کو لے کر دوزخ کی طرف جائیں گے تو مَیں پکاروں گا۔ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ3 کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔اس پر فرشتے جواب دیں گے کہ آپ کو معلوم نہیں آپ کے بعد ان اصحاب نے کیا کیا کام کئے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر صحابی کو منافق کہہ دیا جائے۔دراصل ان لوگوں کو جو آپ نے اپنے اصحاب بیان فرمایا تو یہ محض ان کی ظاہری حالت پر قیاس کر کے۔ حقیقتاً وہ صحابہ نہ تھے مگر کیا آپ کے اس ارشاد کی وجہ سے ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ بزرگوں کو بھی منافق کہہ سکتے ہیں؟ اسی طرح بے شک آپ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں مجددین آئیں گے مگر یہ بھی تو فرمایا ہے کہ نبی بھی ہو گا۔اس حدیث کو بعض لوگ ضعیف قرار دے دیتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم اس کا یہ حصہ ضعیف نہیں۔اور وجوہ سے اس کے دوسرے حصے ضعیف ہوں

تو بے شک ہوں یہ حصہ جس میں نبی کا لفظ مسیح موعود کے لئے بولا گیا ضعیف نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اسے استعمال فرمایا ہے۔

پیغامی کہتے ہیں کہ یہ لفظ جو ہے اس کے کچھ اور معنی ہیں۔ ہم کہتے ہیں بہت اچھا ہم مان لیتے ہیں کہ آپ نے یہ لفظ مجدد یا محدث کے معنوں میں استعمال فرمایا اور فرض کر لیتے ہیں کہ ان معنوں میں یہ لفظ استعمال ہو بھی سکتا ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آنے والے مسیح کے لئے آپ نے کہیں مجدد کا لفظ بھی بولا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ دنیا میں بعض اوقات بعض الفاظ استعارہ کے رنگ میں استعمال کر لئے جاتے ہیں مثلاً بہادر کو شیر، سخی کو حاتم کہہ لیا جاتا ہے مگر جن کے متعلق یہ استعارہ استعمال ہو اس کا اصلی نام بھی تو لیا جاتا اور حقیقی مرتبہ بھی تو بیان کیا جاتا ہے۔ سخی کو بے شک حاتم کہہ دیتے ہیں مگر اس کا اصلی نام بھی تو لیتے ہیں۔ اسی طرح مان لیا کہ آنے والے مسیح کے متعلق آپ نے نبی یا رسول کا لفظ استعارہ کے طور پر استعمال فرمایا اور اس کے معنی مجدد کے ہیں مگر کیا آپ نے اپنی ساری نبوت کے زمانہ میں ایک دفعہ بھی آنے والے مسیح کے لئے مجدد کا لفظ بولا؟ آپ نے تمام عرصہ میں ایک ہی لفظ استعمال فرمایا اور وہ نبی کا تھا۔ یہ اگر استعارہ تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ساری عمر آنے والے کے اصل مرتبہ کا ذکر ہی نہیں فرمایا۔ اور اس طرح نَعُوْذُ بِاللهِ خود لوگوں کی گمراہی کے سامان کر دیئے کہ استعارہ ہی استعارہ استعمال کیا۔ حقیقت اور اصلیت کا ذکر تک بھی نہ کیا۔ ایک جگہ بھی آنے والے کے حقیقی مقام کا ذکر نہ کیا۔ ایک ہی جگہ اس کا مرتبہ بیان فرمایا اور وہیں اسے نبی اللہ قرار دیا۔ اگر بحث سے الگ ہو کر اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بلند مقام کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نبی اللہ فرمانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ آنے والا نبی ہو گا۔ اگر اس کا اور کوئی مفہوم ہوتا تو آپ کسی دوسری جگہ اس کے صحیح مرتبہ کا بھی تو ذکر فرماتے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بے شک استعارات بھی استعمال فرمائے ہیں مگر ایسی چیزوں میں جن کا ایمان سے تعلق نہیں۔

مثلاً پیشگوئیاں ہیں کسی پیشگوئی کے کسی حصہ کا پتہ نہ بھی لگے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ان پر جب تک سمجھ نہ آئے ایمان لانا ضروری ہے۔اس لئے آپ نے استعارے استعمال فرمائے حقیقت کا اظہار نہیں فرمایا۔لیکن ایمان کے ساتھ تعلق رکھنے والی کسی بات میں آپ نے ایسا نہیں کیا۔اگر کہیں استعارہ استعمال فرمایا ہے تو دوسری جگہ اس کی وضاحت بھی فرما دی۔مثلاً جہاں حضرت مسیح کے آسمان سے آنے کا ذکر فرمایا وہاں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ 4 فرماکر اس طرف توجہ دلا دی کہ وہ آنے والا مسیح تم میں سے ہی ہو گا۔یعنی امت محمدیہ کا فرد ہو گا اور اس طرح مِنْکُمْ فرماکر اس بات کو حل کر دیا مگر مسیح موعود کے لئے آپ نے مجدد یا محدث کا لفظ کبھی استعمال نہیں فرمایا۔

اس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کلام بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ آپ نبی تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ابتدائی زمانہ کا ایک الہام بیان فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔5 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس الہام کی دو قراءتیں ہیں۔ایک یہ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور دوسری کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔6 گویا اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کلام ابتدا ہی میں اس طرح شروع کرتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر اور نبی آیا۔نذیر کا لفظ بھی قرآن کریم میں جہاں استعمال ہوا ہے نبی کے معنوں میں ہی ہوا ہے۔اس لئے نذیر کے لفظ سے کوئی شُبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔پھر تذکرہ نکال کر دیکھو کہ کتنی جگہ آپ کے الہامات میں آپ کے لئے مجدد یا محدث کا لفظ ہے؟ اور کتنی جگہ نبی اور رسول کا؟ یہ صحیح ہے کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے۔جیسے ایم۔اے، بی۔اے بھی ہوتا ہے۔ہم ایم۔اے کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ جب اس نے بی۔اے پاس کیا تھا بلکہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ مدرسہ میں داخل ہوا تھا۔مگر اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ

ایم۔اے نہیں۔اسی طرح نبی مومن بھی ہوتا ہے، صالح اور شہید بھی اور صدیق بھی۔ یہ سب لفظ اس کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ نبی نہیں۔عجیب بات ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو نَعُوْذُ بِاللہِ غلطی کی کہ آنے والے کا صحیح روحانی مرتبہ ایک بار بھی بیان نہ فرمایا۔ایک ہی دفعہ اس کے مرتبہ کا ذکر فرمایا۔مگر وہاں بھی نبی اللہ کے نام سے اسے یاد کیا۔اب چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس غلطی کا ازالہ فرما دیتا اور کہہ دیتا کہ اس حدیث سے غلطی نہیں کھانی چاہئے۔ آپ کا اصل مقام محدث ہے آپ نبی نہیں۔مگر ابتدائی باتیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیں ان میں ہی یہ فرمایا کہ دنیا میں ایک نبی آیا پھر آپ کے الہامات کا مجموعہ جو شائع شدہ ہے اس میں کئی سو جگہ آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔وضاحت کے ساتھ یا تشبیہ کے ساتھ۔اور یہ خدا تعالیٰ کا قول ہے۔اور اگر یہ بھی صحیح نہیں تو کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نَعُوْذُ بِاللہِ پھر لوگوں کو اسی گمراہی میں ڈال دیا۔عجیب بات ہے کہ اصل مرتبہ کا ذکر یہاں بھی نہیں۔نبی اللہ نبی اللہ ہی بار بار فرمایا ہے۔حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں رات کو سونے کے لئے لیٹتا ہوں تو تکیہ پر سر رکھتے ہی یہ الہام ہونا شروع ہوتا ہے کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ 7۔مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔یعنی مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری تائید پر ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ تکیہ پر سر رکھنے سے لے کر سر اٹھانے تک برابر یہ الہام ہوتا رہتا ہے اور کس قدر عجیب بات ہے کہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ آپ کے اصل مرتبہ کو چھوڑ ہی دیتاہے اور جو مرتبہ محض مشابہت کے لئے ہے اسے بیان کرتا جاتا ہے۔ تذکرہ کو دیکھ لو مجدد یامحدث سے سینکڑوں گنے زیادہ نبی اور رسول کے الفاظ آپ کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔بلکہ اگر ان الہامات کو شامل کر لیا جائے جو سر تکیہ پر رکھنے کے وقت سے سر اٹھانے تک جاری رہتے تو کہنا پڑے گا کہ لاکھوں گُنے زیادہ دفعہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور کیا ایک سمجھدار انسان کے سمجھنے کے لئے یہ کافی نہیں کہ

اللہ تعالیٰ جسے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ رسول کریم ﷺ اس کے اصل مرتبہ کو بیان نہیں فرماتے بلکہ صرف نبی اللہ ہی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شروع کے الہامات میں ہی اس کو نبی اللہ فرماتا ہے اور آخری الہامات جو وفات کے قریب ہوتے ہیں ان میں بھی رسول اور نبی کے الفاظ ہی اس کے لئے استعمال فرماتا ہے۔ غرض شروع سے آخر تک یہی الفاظ اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ پس سمجھنے والے کے لئے اس بات کو سمجھنا نہایت آسان ہے کہ اگر آپ کا اصل درجہ مجدد یا محدث ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسی پر زیادہ زور دیتا اور اگر کہیں استعارہ کے طور پر آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال ہوتا (استعارہ سے مراد وہ تشبیہ ہے جس میں حقیقتِ جنسی نہیں پائی جاتی۔ ورنہ ظلی نبوت جو تشریعی نبوت کے تابع ہوتی ہے۔ بوجہ اس کے کہ اصل سے بہ طریقِ فیض اخذ کی جاتی ہے، مستعار کہلا سکتی ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ نبوت نہیں ہے) تو دوسری جگہ اس کی وضاحت کر دیتا۔ مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تیرا ہاتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے[8]۔ اس میں آپ کے وجود کو الٰہی وجود سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ایک دو اور ایسی آیات ہیں۔ مثلاً ایک دوسری جگہ فرمایا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ [9]۔ اور وہاں یہ آنحضرت ﷺ کا کلام نظر آتا ہے اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں آپ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تُو کہہ۔ اے میرے بندو! مگر یہ آیت تشریح طلب ہے او ربعض مفسرین نے اس کے اور معنے بھی کئے ہیں۔ بہرحال دو تین مقامات قرآن کریم میں ایسے ہیں اور چونکہ اس سے آپ کے درجہ کے متعلق غلط فہمی ہو سکتی تھی اس لئے بشر اور رسول کا لفظ آپ کے متعلق اتنی مرتبہ فرمایا کہ غلط فہمی کا کوئی احتمال باقی نہ رہا اورجب کوئی مخالف اعتراض کرتا ہے کہ دیکھو قرآن کریم میں شرک کی تعلیم ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ تو تشبیہی کلام ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی خدا تعالیٰ سے یگانگت بیان کی گئی ہے۔ ورنہ آپ کے لئے رسول، نبی، عبد اور بشر کے الفاظ سے

قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ ہے 10 یعنی مَیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ مَیں بندہ ہوں اور خدا تعالیٰ کی مدد کا محتاج پھر آخر میں اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ 11 ہے اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ مَیں بندہ ہوں خدا نہیں ہوں۔ گویا بِسْمِ اللّٰہِ سے لے کر آخر تک آپ کی طرف الوہیت کی نسبت کو غلط بتایا گیا ہے اور بار بار کہا گیا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف بشر رسول ہیں، عبد ہیں۔ تو قرآن کریم میں اگر دو تین ایسی آیات ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ کے ساتھ اتحاد اور تعلق ظاہر کیا گیا ہے اور ایسے الفاظ بیان ہوئے ہیں جن سے عوام کو شبہ ہو سکتا ہے تو دوسری آیات میں کثرت کے ساتھ اصلیت بیان کر دی گئی ہے۔ مگر یہ کیا اندھیر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے دو تین جگہ اپنی ذات سے تشبیہ دی اور پھر اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے بار بار آپ کو بشر اور عبد کہہ کر یاد کیا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے متعلق بار بار وہی الفاظ بیان کئے جو دراصل آپ کا صحیح مقام نہ تھا۔ تیس پینتیس سال تک برابر آپ کو نبی اور رسول کے لفظ سے پکارتا رہا۔ اس حقیقت کو مدّنظر رکھتے ہوئے کیا کوئی معقول انسان کہہ سکتا ہے کہ آپ کا اصل مرتبہ محدثیت کا ہے۔ اگر آپ کا یہ درجہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ بار بار اسی کا ذکر ہوتا۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشر کا لفظ بار بار فرمایا ہے اور الوہیت سے تشبیہ شاذ کے طور پر دی ہے۔ پھر چاہئے تھا کہ اسی کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے کلام میں ہوتا۔ کوئی نادان کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑا تھا اور وہ زیادہ محتاط تھے اس لئے قرآن کریم میں بشریت اور رسالت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ قرآن کریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے اور وہ اسی ذات پاک کا اتارا ہوا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر الہام نازل کیا۔ لیکن وہاں تو الوہیت کے ساتھ معمولی سی تشبیہ کے بعد بشر اور عبد بار بار فرمایا اور

اس پر اتنا زور دیا کہ آپ کے بشر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ رہا۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ الہامات میں بار بار نبی اور رسول ہی کہا گیا ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ بھی نبی ہی کہتے ہیں۔

اب اس سے آگے چلو۔ مان لیا کہ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذَالِكَ اللہ تعالیٰ نے بھی بے احتیاطی کی اور رسول کریم ﷺ نے بھی۔ اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر چھوڑ دیا کہ وہ خود اس سوال کو حل کریں اب سب بحثوں کو چھوڑ دو اور آپ کی کتابوں میں دیکھ لو کہ کیا آپ نے اپنے مجدد ہونے کی بحثیں کی ہیں؟ اور منہاج مجددیت کو دشمنوں کے سامنے پیش کیا ہے یا منہاجِ نبوت کو؟ آپ نے کثرت سے یہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ مَیں نبی ہوں، رسول ہوں۔ باقی رہا محدثیت کا سوال، اس پر صرف ابتدائی زمانہ میں اصولی طور پر کچھ بحث کی ہے ورنہ بعد میں مسیحیت اور نبوت پر ہی بحث کی ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ میرے دعویٰ کی مشکلات میں سے ایک مشکل نبوت کا دعویٰ ہے گویا آپ کی تحریرات سے جو غلط فہمی دور ہو سکتی تھی اس کا بھی امکان باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد ایک اور ذریعہ یہ باقی رہ جاتا تھا کہ آپ کے زمانہ کے مصنّف اور علماء اس بات پر زور دیتے اور کہتے کہ آپ نے اپنے لئے لفظ نبی جوش میں استعمال فرمایا ہے ورنہ آپ کا اصل مرتبہ محدث کا ہی ہے مگر یہ بات بھی نہیں۔ اس زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب سب سے اہم رسالہ کے ایڈیٹر تھے۔ اسی رسالہ کے جس میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مضمون لکھا کرتے تھے اور جن میں سے بعض مضمونوں کو باوجود حقیقت کا علم رکھنے کے محض خوشامد اور چاپلوسی کے طور پر پیغام کا عملہ متعدد بار مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کرتا چلا آیا ہے اور مولوی صاحب اس عظیم الشان افتراء کو شیر مادر کی طرح پیتے چلے آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مضامین کو اپنی طرف منسوب ہوتے دیکھ کر خاموش رہے ہیں۔ اس اہم رسالہ میں اس کے ایڈیٹر صاحب جن کے قول کو اس وقت بعض پیغامی خدا اور رسول اور امامِ وقت

کے قول پر ترجیح دیتے ہیں متواتر اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو نبی لکھتے رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات تک نبوت پر ہی زور دیتے رہے ہیں۔ کہیں چیلنج دیتے ہیں کہ آپ کا مقابلہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے نہیں کیا جا سکتا۔ ان بزرگوں کو آپ کے مقابلہ میں پیش کرنا غلطی ہے کیونکہ یہ نبی نہ تھے اور آپ نبی ہیں۔ کہیں لکھا ہے کہ آپ کی صداقت معیارِ نبوت پر پرکھنی چاہئے۔ غرض وہ اہل قلم جو اس زمانہ میں سلسلہ کا پیغام دنیا کو پہنچاتے رہے آپ کا نبوت کا مقام ہی پیش کرتے رہے مگر آج ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ان سب الفاظ سے مراد محدثیت تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بار بار نبی اور رسول فرمایا تو اس کی مراد اس سے محدثیت تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے نبی اللہ فرمایا تو اس سے بھی محدثیت مراد تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے آپ کو نبی اللہ لکھتے رہے 12 تو اس سے مراد بھی محدثیت تھی اور جب مَیں لکھتا تھا تو اس سے مراد بھی محدثیت تھی۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ بہت اچھا جناب اگر نبوت اور رسالت کے الفاظ جو آپ استعمال کرتے رہے اس سے مراد محدثیت ہی تھی تو پھر آپ نے ان الفاظ کا استعمال اب کیوں ترک کر دیا۔ اگر نبوت کے معنی محدثیت کے ہیں تو اب بھی وہی لفظ استعمال کریں اور اسی زور سے استعمال کریں۔ اس زمانہ میں تو آپ خدا کا رسول، خدا کا آخری رسول، آخری زمانہ کا رسول آپ کو لکھتے تھے مگر اب "پیغام صلح" 13 کو دیکھ لو کبھی یہ الفاظ نظر نہ آئیں گے۔ اگر ان الفاظ کے معنی وہی تھے جو آج آپ بتاتے ہیں تو پھر آج ان کے استعمال میں کیا حرج ہے۔ کیوں آج انہیں استعمال نہیں کرتے؟ غرض آج آپ کا ان الفاظ کو استعمال نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کو نبی اور رسول لکھتے تھے تو ان سے مراد نبی اور رسول ہی سمجھتے تھے۔ اس طرح جب خدا تعالیٰ آپ کو نبی کہتا تو وہ نبی ہی سمجھتا تھا۔ جب محمد مصطفی ﷺ نے آپ کو نبی کہا تو اس سے مراد نبی ہی تھی اور جب آپ نے

اپنے لئے یہ الفاظ استعمال کئے تو ان سے مراد بھی نبوت ہی تھی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ سب نے غلطی کی۔ یہ تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے غلطی کی یا مَیں فلاں بات کرنے یا لکھنے کے وقت کسی اور خیال میں مشغول ہوں گا مگر یہ کہ جو الفاظ خدا تعالیٰ نے فرمائے، آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمائے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے خود فرمائے، اور آپ کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب بھی استعمال کرتے رہے ان کے متعلق آج یہ کہا جائے کہ ان سب سے مراد وہ نہیں تھی جو لفظوں سے ظاہر ہے بلکہ ان سے مراد کچھ اور ہی تھا۔ تو یہ ایسی بات ہے جسے کوئی معقول انسان کبھی نہیں مان سکتا۔ ہمیں ماننا پڑے گا کہ جو لفظ اس طرح بار بار استعمال ہوا دراصل وہی مقام آپ کا ہے۔ اور جو دو ایک بار استعمال ہوا وہ دراصل ادنیٰ مقام تھا۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی، رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی گواہی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی گواہی اور خود مولوی محمد علی صاحب کی اُس زمانہ کی گواہی جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے رؤیا میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ بھی صالح تھےاور نیک ارادہ رکھتے تھے14 ایک عقلمند کے لئے بالکل کافی ہے۔ اور وہ گواہی جو اِس وقت دی جا رہی ہے جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے دور ہو گئے اور آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور آپ کو افسوس سے کہنا پڑا کہ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں صرف ایک سوفسطائی 15جو وہم میں مبتلا ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نبی ہونے کا انکار کر سکتا ہے۔ اور ایسے شخص کا کوئی علاج کسی کے پاس نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرمایا کرتے تھے کہ ایسے لوگوں کی مثال وہی ہوتی ہے۔ جیسے ایک نَٹ باریک رسی پر چڑھ کر ناچتا، کودتا، چھلانگیں لگاتا اور اپنی جان کو خطرات میں ڈال کر کوئی کھیل دکھاتا ہے تو نیچے سے ایک بڈھا کہہ دیتا ہے مَیں نہ مانوں۔ ایسے لوگوں کا کوئی علاج ہمارے پاس نہیں۔ ہاں سوچنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ، آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور خود مولوی محمد علی صاحب کی وہ

شہادت جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی زندگی میں دی راہ نمائی کے لئے کافی ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان نہ سمجھنا چاہے تو ایسے انسان کا علاج اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ کوئی بندہ نہیں کر سکتا۔" (الفضل 18۔جون 1941ء)

---

1 مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ و ما معہ

2 ابو داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائۃ

3 بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ المائدۃ باب قَوْلِهٖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 453 بیروت 1978ء

4 بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم

5، 6 تذکرہ صفحہ 104۔ ایڈیشن چہارم

7 تذکرہ صفحہ 395، 459، 462۔ ایڈیشن چہارم

8 اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:11)

9 قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (الزمر: 54)

10 الفاتحۃ: 1 11: الناس: 2

12 ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 2 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 206

13 غیر مبائعین کا ترجمان جو 10 جولائی 1913ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 485)

14 تذکرہ صفحہ 518۔ ایڈیشن چہارم

15 **سوفسطائی:** یونان کے وہ حکماء جن کے عقائد کی بنیاد وہم پر تھی۔ یہ لوگ حقائق الاشیاء کے منکر تھے۔ اب اس شخص کو بھی سوفسطائی کہتے ہیں جو ہر بات میں خواہ مخواہ اُلجھاؤ ڈالے۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا)